

فلاوق الرحمن یزدانی

چند خوش نصیب لوگ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین

اما بعد :

ہر انسان فطرتی طور پر اس بات کا خواہشمند ہوتا ہے کہ اس کے کسی بڑی شخصیت کے ساتھ تعلقات قائم ہو جائیں کہ بوقت ضرورت اس کے مال، قوت، اختیارات اور تعلقات سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔ اگر کسی ایسی شخصیت سے آدمی کی شناسائی ہو جائے تو وہ پھولا نہیں سماتا اور ہر کسی سے اپنے اس تعلق اور واقعیت کو بیان کرتا پھرتا ہے۔ اگر وہ بڑی شخصیت کسی موقع پر اس آدمی کے متعلق یہ کہہ دے کہ میں اس کے ساتھ ہوں، اس کا مددگار ہوں، معاون اور حمایتی ہوں تو پھر اس شخص کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا۔ لیکن اس انسان کے مقدر اور نصیب کا کیا کہنا کہ جس کے متعلق عرش عظیم کا رب کہے کہ میں اس کا ساتھی ہوں ان سطور میں اس وقت انہی خوش نصیبوں کا بالاختصار تذکرہ کیا جائے گا کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ ہوں۔

یوں تو اللہ رب العزت ہر وقت اپنے علم اور قدرت کے لحاظ سے ہر شخص کے ساتھ ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هو الذي خلق السموات والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش يعلم ما يلج في الارض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو معكم اين ما كنتم والله بما تعملون بصير (الحديد: ٣)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ جہاں بھی تم ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی معیت کا بیان ہے۔ کہ وہ علم کے لحاظ سے ہر ایک کے ساتھ ہے اس کے اعمال، حرکات و سکنات کو دیکھتا اور جانتا ہے۔ لیکن جس معیت کا تذکرہ میں اس وقت کرتا چاہتا ہوں اس کا مطلب و مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا، ہمدردی، حمایت اور امداد کن لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ کیونکہ جس کا اللہ تعالیٰ حمایتی و مددگار بن جائے دنیا کی کوئی طاقت اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ہونا اس کے علم اور قدرت کے لحاظ سے ہے نہ کہ اس کی ذات کے لحاظ سے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مگر ای ہے:

الرحمن علی العرش استوی (ط: ۵)

رحمن (اللہ تعالیٰ) عرش پر مستوی ہے۔

آئیے اب کتاب وسنت کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ وہ کون سے خوش نصیب ہیں جن حمایت ومعیت کا اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمایا ہے:

انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے اللہ تعالیٰ کی معیت

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق میں سے بلند مقام عطا فرمایا ہے کہ پوری دنیا مل کر کسی ایک نبی و رسول علیہ السلام کی عظمت کا اندازہ بھی نہیں کر سکتی ہے کیونکہ عزت و شرف کا سب سے بلند مقام اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرمایا ہے اس لئے بھی اللہ تعالیٰ کی معیت کے شرف کے سب سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام ہی حقدار ہیں۔

سیدنا حضرت موسیٰ علیہم السلام جب مدین سے اپنی اہلیہ محترمہ حضرت صفوراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ معر کو واپس آرہے تھے تو راستے میں طور کے مقام پر ایک جگہ انہیں روشنی نظر آئی چونکہ سردی کا موسم تھا اور معر سے گئے ہوئے بھی موسیٰ علیہ السلام کو کافی مدت ہو چکی تھی اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہ محترمہ سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں آپ کو تپنے کیلئے آگ لا دیتا ہوں اور ممکن ہے وہاں کوئی آدمی ہو تو اس سے راستہ بھی معلوم کر لوں گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام اس روشنی کے قریب پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارا رب ہوں اور میں نے تمہیں جن لیا ہے وہی آپ کی طرف کی جانے والی ہے اسے غور سے سنو۔ اس ساری بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابدی صداقتوں میں یوں بیان فرمایا:

هل اتك حديث موسى اذا رانا فقال لاهله امكثوا اني انست نارا لعلى اتيكم منها بقبس او اجد على النار هدى. فلما اتها نودى يموسى. انى انا ربك فاخلع نعليك انك بالواد المقدس طوى. وانا اخترتك فاستمع لما يوحى (ط: ۱۳-۹)

اسکے بعد موسیٰ علیہ السلام کو پیغام توحید کے ساتھ ساتھ معجزات عطا فرمادیئے اور ساتھ ہی اللہ کریم جل جلالہ نے حکم فرمایا:

اذ هب الى فرعون انه طغى

کہ فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا:

رب اشرح لى صدىرى ويسر لى امرى واحلل عقدة من لسانى يفقهوا قولى. واجعل لى وزيراً من اهلى. هارون اخى اشدد به اذرى. (ط: ۳۵-۳۱)

اللہ پاک میرا سینہ کھول دیجئے اور میرے لئے میرا معاملہ (تلفیح کی ذمہ داری) آسان کر دیجئے اور میری زبان کی گروہ کھول دیجئے تاکہ وہ لوگ میری بات کو سمجھ لیں اور میرے اہل میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر مقرر کر کے میری قوت کو مضبوط کر دیجئے۔

موسیٰ علیہ السلام کی دعا کے جواب میں اللہ وحدہ لا شریک نے فرمایا:

قد اوتيت مزلک یموسی

اے موسیٰ علیہ السلام جو آپ نے سوال کیا وہ آپ کو عطا کر دیا گیا۔ پھر کچھ احسانات یا دولانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اذهب انت واخوک بابیتی ولا تنیا فی ذکرى. اذهب الی فرعون انه طغی. فقل لا لہ لولہ لینا لعلہ یبذلکوا یمخشی. قالوا ربنا اننا نخاف ان یفرط علینا او ان یطغی.

اے موسیٰ علیہ السلام تم اور تیرا بھائی دونوں میری نشانہوں کے ساتھ جاؤ اور میرے ذکر میں کمی نہ کرنا۔ فرعون کے پاس جاؤ بے شک وہ سرکش ہے تو اس سے نرمی سے بات کرنا ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت حاصل کر لے یا ڈر جائے۔ تو موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نے عرض کیا اللہ پاک ہم ڈرتے ہیں کہ وہ کہیں ہم پر جلدی کرے یا وہ سرکشی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لا تخافا اننی معکم اسمع واری

تمہیں ڈرنا نہیں چاہئے کیونکہ میں تمہوؤں کے ساتھ ہوں سنتا بھی ہوں اور دیکھتا بھی۔

ان آیات بیانات سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہے۔ اور پھر انہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بات کو اس طرح اپنایا کہ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنی اسرائیل کو رات کے اندھیرے میں لیکر نکلے تو ان کے وقت فرعون بھی اپنی فوج لیکر تعاقب میں نکلا اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو بحر قلزم کے کنارے جالیا تو قوم یہ منظر دیکھ کر سخت پریشان ہوئی اور کہنے لگی کہ موسیٰ (علیہ السلام) اب تو ہم پکڑے گئے کہ آگے دریا ہے اور پیچھے دشمن کی فوج۔ تو اس پریشانی کے عالم میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہی جواب دیا تھا:

قال کلان معی ربی سیہدین

کہ یہ ہوتی نہیں سکتا کہ ہم پکڑے جائیں کیونکہ میرا اللہ میرے ساتھ ہے۔ وہ ضرور مجھے کوئی سیدھا راہ دکھادے گا اور پھر واقعی ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فاحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاک الحجر فانفلق لهکان کل لوق کالطود العظیم. وازلفنا ثم الآخرین. والحجینا موسیٰ ومن معہ اجمعین. ثم اغرقنا الآخرین. ان فی ذالک لایۃ وماکان اکثرهم مومنین (الشعراء: ۶۵-۶۳)

کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو وہی کی کہ اپنا عصا دریا میں مارو جب موسیٰ علیہ السلام نے دریا میں اپنا عصا مارا تو ہم نے اس پانی میں سے راستے بنا دیے کہ جن سے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم سارے کے سارے خیریت سے گزر گئے جبکہ فرعون اور اس کی فوج کو ہم نے اسی پانی کو ملا کر اس میں غرق کر دیا۔

اسی طرح حادی کا نجات، سید الرسل، امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے غار ثور میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس وقت فرمایا تھا کہ جب وہ دشمن کو غار کے منہ پر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کے متعلق غزوہ ہو گئے تھے کہ:

لا تحزن ان الله معنا

ابوبکر غم نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس یقین کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح عملی جامہ پہنایا کہ غار کے دروازے پر کھڑی نے جالان دیا اور کار غار کے دروازے پر پہنچ جانے کے باوجود رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھ سکے اور یوں اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل و رسوا کر دیا اور اپنے پیغمبر محمد ﷺ اور ان کے ساتھی ابو

بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حفاظت فرمائی۔ اللہ کریم نے اس بات کو یوں بیان فرمایا:

فانزل الله مكيته عليه وايده بجند لم تروها وجعل كلمة الذين كفروا السفلى وكلمة الله هي العليا والله عزيز حكيم (البقرہ: ۲۵۵)

اس آیت مبارکہ سے بھی یہ بات واضح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی معیت، حمایت اور مدد کے اولین حقدار حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی نفوس قدسیہ ہیں۔

مومنین کیلئے اللہ تعالیٰ کی معیت

جس طرح اللہ تعالیٰ کی معیت، نصرت و مدد انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی معیت، مدد و نصرت انبیاء کرام علیہم السلام پر ایمان لانے والے اور ان کی اطاعت کرنے والے مومنین کیلئے بھی ہے۔ جیسا کہ مذکورہ دونوں واقعات سے بھی اظہار من القہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم بنی اسرائیل کی مدد بھی فرمائی اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی شریکین کے شرف سے محفوظ فرمایا۔ لیکن یہ بات اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بطور خاص بھی ارشاد فرمائی کہ اگر تم مومن بنو گے میرے نبی و رسول کی اطاعت کرو گے تو پھر میں تمہارے ساتھ ہوں۔

بنی اسرائیل کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ولقد اخذ الله ميثاق بني اسرائيل وبعثنا منهم اثني عشر نقيبا وقال الله اني معكم لئن اقمتم الصلوة واتيتم الزكوة وامتنتم برسلي وعززتموهم وافرغتم الله قرضا حسنا لا كفرون عنكم سياكم ولا دخلكم جنات تجزى من تحتها الانهر فمن كفر بعد ذلك منكم فقد ضل سواء السبيل (البقرہ: ۱۲۴)

کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پختہ وعدہ لیا اور ان میں سے بارہ سردار مقرر فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، میرے رسولوں پر ایمان لاؤ، اور ان کی مدد کرو اور اللہ تعالیٰ کو فرض حسد دو۔ البتہ میں تمہارے گناہوں کو مٹا دوں گا۔ اور تمہیں ایسے باغات (جناتوں) میں داخل کروں گا جن میں نہریں بہتی ہیں۔ لیکن جس نے اس کے بعد کفر کیا تو بے شک وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہو گیا۔ اسی طرح امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرمایا:

يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالكم ان الذين كفروا وصلوا عن سبيل الله ثم ماتوا وهم كفار فلن يغفر الله لهم . فلا تهونا وتدعوا الى السلم واتمم الاعلون . والله معكم ولن يتركم اعمالكم (محمد: ۳۲، ۳۵)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور (اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کر کے) اپنے اعمال کو ضائع نہ کرو۔ کیونکہ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے رستے سے رک گئے۔ پھر وہ کفر کی حالت میں ہی مر گئے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ تم سب نہ ہو اور صل و سلامتی کی دعوت دیتے رہو تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ ہرگز تمہارے اعمال کا اجر کم نہیں کرے گا۔

عزیز قارئین! ان آیات جنات سے یہ بات واضح ہوئی کہ جو کوئی انبیاء و رسل علیہم السلام پر ایمان لائے گا ان کی اطاعت کریگا۔ ان کی شریعت کو پھیلائے میں ان انبیاء و رسل علیہم السلام سے تعاون کرے گا۔ نماز قائم کرے۔ زکوٰۃ دے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرے۔ کفر سے بچے دین اسلام کو اپنانے اور پھیلانے میں سستی نہ کرے۔ دشمنان اسلام کو برابر دین اسلام کی دعوت دیتا رہیگا تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا اور اگر کوئی شخص یہ عمل نہیں کرے گا یا اس میں کمزوری دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ کی معیت اور مدد و نصرت سے محروم رہ جائے گا۔ (اعاذنا اللہ منہ)

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب مسلمان اسلام کے ان سنہری اصولوں پر کاربند تھے تو اللہ تعالیٰ کی مدد ہر وقت شامل حال رہتی تھی کبھی فرشتوں کی صورت میں۔ کبھی ہوا کی شکل میں تو کبھی خوف کے ذریعے لیکن جب سے مسلمانوں نے ان اصولوں کو چھوڑا ہے تو ذلت و رسوائی ہی ان کا مقدر بن کر رہ گئی ہے کہ باوجود کروڑوں، اربوں کی تعداد میں ہونے کے، باوجود فوجیں رکھنے اور اسلحہ سے لیس ہونے کے بزدل ہندو اور یہودی و عیسائی سے خوفزدہ ہیں۔ وہ صرف یہ ہے کہ نبی کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ پر ایمان میں کمزوری آگئی۔ آپ ﷺ کی اطاعت سے منہ پھیر لیا۔ نماز اور زکوٰۃ سے کچھ نہ تو دیئے ہی جان چھڑائی اور کچھ نہ لیں رکی طور پر ہی انہیں اپنا یا نہ صرف کہ دین کو پھیلانے میں سستی کی بلکہ دینی شعائر اور دین کو ماننے والوں کے گرد گھیرا تنگ کیا۔ دشمنان اسلام کو دین اسلام کی دعوت دینے کی بجائے ان کی رسوم و رواج کو اپنایا اور اسلام و دشمنی میں ان کے دست و بازو بن گئے نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی معیت سے محروم ہو گئے۔ میرے مسلمان بھائیو اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی معیت ہمیں نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد ہمارے شامل حال ہو اور ہم پھر سے دنیا کی عظیم اور فاتح قوم بن جائیں تو اس کیلئے ہمیں اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ اصولوں کو پھر سے اپنانا ہو گا اگر ہم ایسا کر لیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد اس طرح آج بھی اتر سکتی ہے جیسا کہ بدروجنین اور خندق کے موقعہ پر نازل ہوئی تھی۔

آج بھی ہو مگر براہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا
فضاء بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

مومنین کی مدد کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی معیت

جس طرح اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام اور انبیاء کرام پر ایمان لانے اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے

والے مومنین کیلئے اپنی معیت (ساتھ) کا اعلان فرمایا ہے۔ اس طرح جو لوگ مومنین کی مدد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اپنی معیت کا شرف بخشا ہے۔

چنانچہ جب کفر و اسلام کا پہلا معرکہ بدر کے مقام پر لڑا گیا اس وقت مسلمانوں کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی وہ بھی تہی دست تقریباً غیر مسلح، جبکہ کفار ایک ہزار کا لشکر اور ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی چودہ سالہ نبوت کی محنت اور کمائی بدر کے میدان میں دھیر کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی تو اللہ کریم نے آسمان سے فرشتوں کی فوج مسلمانوں کے شانہ بشان لانے کیلئے اتار دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جو پیغام دیکر بھیجا اسے قرآن مجید کے حروف میں یوں

اذ يوحى ربك الى الملائكة انى معكم فيقولوا الذين امنوا سائقى فى قلوب الذين كفروا الرب
فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منهم كل بنان (الانفال: ۱۳)

جب وحی کی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدم رکھو۔ (حصولہ و مضبوط کرو) ان لوگوں کو جو ایمان لائے میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا تم ان کافروں کی گردنوں اور جوڑ جوڑ پر مارو۔
اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو جو مسلمانوں کی مدد کیلئے آرہے تھے فرمایا: انی معکم۔ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی بھی اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کریگا، اللہ تعالیٰ کی مدد، معیت اور نصرت اس کو نصیب ہوگی۔ دیکھ لیجئے اگر محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ ایک مسلمان عورت کی مدد کیلئے نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مدد سے کفر کا سینہ چرتے ہوئے ملتان کے درو دیوار تک پہنچتا ہے۔ اور ایک ہم ہیں کہ آج اپنی تجویزوں اور پیٹ کی یوریوں کو بھرنے کیلئے زمینی حقائق کا غدر تراش کر مصیحت و عقل اور دانش مندی کا نام دیکر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے جان و مال کو تباہ و برباد کر رہے ہیں اور مسلمان بہنوں، بیٹیوں کو کفار کے درندوں کے رحم و کرم پر چھوڑ رہے ہیں۔ ان حالات کی وجہ سے جب اللہ تعالیٰ کی مدد ہم سے کوسوں دور چلی جائیگی۔ ہم اپنی ہی قوم کو دشمن کا نام لیکر نہیں ڈرائیں گے۔ تو اور کیا کریں گے جیسا کہ گذشتہ دنوں وزیر اعظم میر سرفراز بھٹائی نے قوم کو یہ مژدہ سنایا تھا کہ بھارت ہم سے زیادہ طاقتور ہے اور ہم کمزور ہیں لہذا اپوزیشن کو ہوش کے ناخن لینے چاہیں، یہ سب کچھ ہمارے اعمال اور اسلام و مسلمان دشمنی میں پیش کئے جانے والے کردار کا منطقی نتیجہ ہے۔ جو ہم نے افغان بھائیوں کے قتل و غارت میں ادا کیا اور کشمیری مجاہدین اور ان کے معاونین کے خلاف جو ہم جہد مسلسل کر رہے ہیں اس سے نہ صرف کہ ہم اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت سے محروم ہو جائیں گے۔ بلکہ اگر ہمارے بھین بھین رہے اور ہم نے اپنی روش نہ بدلی تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا کسی بھی صورت میں ہم پر برس سکتا ہے (استغفر اللہ، اغاذنا اللہ منہ)

مجاہدین و محسنین کیلئے اللہ تعالیٰ کی معیت

جہاد کرنا بہت بڑا نیکی کا عمل ہے جسے مطلق وحی پیغمبر ﷺ نے سام الاسلام، اسلام کی چوٹی قرار دیا ہے۔ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے راستے میں دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور ترقی و بلندی کی کوشش کرتا ہے تو اس کی یہ کوشش وجد و جہد جہاد ہی کہلائے گی کیونکہ جہاد کا لفظ اپنے اندر بہت وسعت رکھتا ہے جو آدمی بھی اپنے ہر قسم کے دنیاوی مفادات سے بالاتر ہو کر خالصہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کیلئے اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو نیکی فرمایا ہے کیونکہ نیکی انہما وجہ کے خلوص کا ہی نام ہے جیسا کہ حدیث جبریل علیہ السلام میں حضرت جبریل علیہ السلام کے اس سوال کہ مالا احسان؟ احسان یعنی اخلاص (نیکی) کیا ہے؟ کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك (بخاری ۱۳/۱، کتاب الايمان)

کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کر کہ جس طرح تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ تصور پیدا نہ ہو سکے تو پھر یہ یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے ظاہر ہے۔ کہ جب انسان کی یہ حالت ہوگی تو اس میں اعلیٰ درجہ کا خلوص ہوگا جو لوگ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے عمل کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کیلئے اپنی معیت کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:

والذين جاهلوا فينا لنهدينهم سبلنا وان الله لمع المحسنين (التكوير: ١٧)

جن لوگوں نے ہمارے لئے (ہمارے راستے میں) کوشش کی البتہ ہم ان کو ضرور اپنے راستے دکھا دیتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نیک کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

متقین کیلئے اللہ تعالیٰ کی معیت

تقویٰ و پرہیزگاری بھی انسان کو انتہائی خلوص سے عمل کرنے کے ساتھ ہی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ہم قسم کے صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بچتا ہی حتیٰ کہ شکوک و شبہات کے کاموں اور چیزوں سے بھی اجتناب کرنا تقویٰ کہلاتا ہے۔ چونکہ متقی انسان بھی اپنی تمام تر خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے قربان کر دیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ شرف بخشا ہے کہ اسے اپنی معیت نعیم فرمائی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان علة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا فى كتاب الله يوم خلق السموت والارض منها اربعة حرم. ذالك الدين القيم فلا تظلموا فيهن انفسكم وقاتلوا المشركين كافة كما يقاتلونكم كافة واعلموا ان الله مع المتقين. (البقرہ: ٢١٧)

بے شک اللہ تعالیٰ نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں مہینوں کی کتنی بارہ مہینے ہیں۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تم ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے لڑو جیسا کہ وہ لڑتے ہو (مل کر) تم سے لڑتے ہیں۔ اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ متقی پرہیزگار لوگوں کے ساتھ ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

يا ايها الذين آمنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار وليجدا فيكم غلظة واعلموا ان الله مع المتقين. (البقرہ: ١٧٣)

اے ایمان والو کافروں میں سے جو تمہارے قریب (آس پاس) ہیں ان سے لڑو اور انہیں تمہاری سختی و بہادری معلوم ہونی چاہئے۔ اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے:

الشهر الحرام بالشهر الحرام والحرمات قصاص فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم واتقوا الله واعلموا ان الله مع المتقين (البقرہ: ١٩٢)

حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینے کے بدلے میں ہے اور حرمتوں کا بدلہ ہے تو جو شخص تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس پر اتنی زیادتی کرو جتنی زیادتی اس نے تم پر کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ متقین، پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

ان آیات جنات میں متقین کیلئے اللہ تعالیٰ کی معیت (مدد) کا شرف حاصل ہونا واضح طور پر بیان ہو رہا ہے۔

صبر کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی معیت

اسلام میں صبر کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ صبر ایک بہت مشکل امر ہے البتہ جو اس کو اپنا لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس

کیلئے آسانیاں پیدا فرمادیتے ہیں اور پھر اس شخص کیلئے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہوتا۔ صبر کے تین معانی بیان کئے جاتے ہیں:

۱۔ سبکی کرنا۔ ۲۔ گناہ سے بچنا۔ ۳۔ کوئی مصیبت آنے تو خند پیشانی اور ثابت قدمی سے اس کو برداشت کرنا۔
کیونکہ جب آدمی کوئی نیکی کا کام کرتا ہے تو اس کیلئے اسے اپنی خواہشات کو قربان کرنے کے ساتھ ساتھ بعض اوقات مشقت بھی اٹھانا پڑتی ہے۔ اور گناہ سے بچنے کیلئے بھی یہی معاملہ کا فرما ہوتا ہے۔ اور پھر کبھی نیکی کرنے یا گناہ سے بچنے کی وجہ سے کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو وہ شخص مصیبت تکلیف، اور پریشانی کی وجہ سے سبکی کرنا نہیں چھوڑتا۔ اور نہ ہی وہ گناہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس وہ تکلیف اور مصیبت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے برداشت کر لیتا ہے۔ عام طور پر صبر کا یہی معنی مفہوم لیا جاتا ہے۔ بہر حال صبر کرنا بہت بڑا نیکی کا عمل ہے۔ جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کیلئے خصوصی طور پر اپنی معیت کا انہما فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (البقرہ: ۱۵۳)

اے ایمان والو! اللہ مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ یعنی جب بھی کوئی مصیبت آ جائے تو ایمان پر ثابت قدم رہو اور نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مصیبت اور مشکل کے نکلنے کا سوال کرو۔ جو شخص ایسا کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے اور اس مصیبت کے خلاف اپنے اس بندے کا ساتھ دیں گے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ شخص مصائب و مشکلات پر قابو پا لے گا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت طالوت علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں سے ہی ایک گروہ نے اس وقت کے اپنے نبی (حضرت شمویل علیہ السلام) سے مطالبہ کر دیا کہ ہمارا کوئی سربراہ، سردار، کمانڈر، اور چیف آف آرمی ہٹاف مقرر کر دیں کہ جس کی سربراہی میں ہم جہاد کریں۔ حضرت شمویل علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے انکو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تنہا بادشاہ اور سردار مقرر کر دیا ہے۔ تو پہلے تو انہوں نے لغو قسم کے کئی اعتراض کئے کہ اس کے پاس مال و دولت نہیں ہے اس لئے وہ ہمارا سردار کیسے ہو سکتا ہے۔ لیکن جب یہ فیصلہ تبدیل نہ ہوا تو ایک موقع پر جب حضرت طالوت اپنی قوم کو لیکر جالوت کا فری فوج سے جہاد اور لڑائی کے نکلے تو اس وقت بعض لوگوں نے یہ بات کہی:

لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ

کہ ہم تو جالوت اور اس کی فوج کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو جو لوگ مخلص تھے انہوں نے جو جواب دیا اللہ کریم نے اسے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَاوُا اللَّهَ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ (البقرہ: ۲۴۹)
جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طاقت (قیامت کے قائم ہونے) کا یقین تھا انہوں نے کہا (تمہیں گھبراہٹیں چاہئے کیونکہ) کتنی ہی تھوڑی جماعتیں اللہ تعالیٰ کے حکم (مدد) سے بڑی جماعتوں پر غالب آ گئیں اور اللہ تعالیٰ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور پھر جب وہ کفار کے مقابلہ میں نکلے تو انہوں نے یہ دعا کی:

رَبَّنَا افْرُغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (البقرہ: ۲۵۰)

اے اللہ ہمیں صبر کی توفیق فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ۔ اور کفار کے خلاف ہماری مدد فرما جب ان لوگوں نے صبر کا اس قدر مظاہرہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے معیت والے وعدے کو یوں پورا کیا کہ ان مٹی بھر صابریں کو کافروں کے بہت بڑے لشکر پر فتح عطا فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَاتَّاهَ اللَّهُ الْمَلِكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ (البقرہ: ۲۵۱)

تو ان صبر کرنے والوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کفار کو شکست دی اور حضرت داؤد علیہ السلام نے (کافروں کے کمانڈر) جالوت کو قتل کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو بادشاہی اور حکمت (نبوت) عطا فرمائی اور جو چاہا انہیں علم سکھایا۔ ان آیات و بیانات سے اللہ تعالیٰ کے وعدے کی صداقت بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کیلئے اپنی معیت کا اعلان فرمایا تو پھر اس وعدے کو پورا بھی کر دکھایا۔ تاکہ لوگوں کو یقین آجائے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت، مدد، نصرت و حمایت حاصل کرنے کیلئے صبر جیسا عزیمت کا عمل اختیار کرنا چاہئے۔

عزیز قارئین:

گذشتہ ساری بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوئی کہ کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں کہ جن کا اللہ تعالیٰ ساتھی ہے اور جن کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد، نصرت اور حمایت کا بطور خاص وعدہ فرمایا ہے۔ اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا ساتھی بن جائے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی معیت نصیب ہو جائے تو ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین پر ایمان لائیں رسول اللہ ﷺ کی دل و جان سے اطاعت و فرمانبرداری کریں۔ اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور سر بلندی کیلئے اپنا تن و دھن قربان کر دیں اور دین اسلام اور اسے اپنانے والے مسلمانوں کی مدد اور ان سے تعاون کرنے کو اپنا فرض سمجھیں۔ کفار سے دوستی کی بجائے انہیں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اللہ ﷺ و دین اسلام اور اپنا دشمن سمجھیں اور اگر وہ مسلمانوں سے جنگ کریں تو پھر ہم بھی تمام تر وسائل کے ساتھ کفار کا میدان قتال و جہاد میں مقابلہ کریں۔ نماز کی پابندی کریں، زکوٰۃ ادا کریں، اپنا مال، وقت اور جان حتیٰ کہ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کریں۔

اپنے اندر تقویٰ و پرہیزگاری پیدا کریں ہر قسم کے گناہوں سے بچیں حتیٰ کہ شکوک و شبہات کی آلودگی سے بھی اپنے دامن کو بچائیں۔ اور اگر کبھی مشکل حالات پیدا ہو جائیں جیسا کہ آجکل ہیں کہ ساری دنیا کا کفر لڑ کر اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کیلئے کمر ہمت باندھ چکا ہے۔ مگر افسوس کہ مسلم حکمران نہ صرف یہ کہ خواب غفلت میں پڑے ہیں بلکہ کفار کی چال بازی میں لگے ہیں۔ تو ایمان پر ثابت قدم رہتے ہوئے صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ جب یہ سارے کام ہم کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ بھی اپنے وعدے کے مطابق ہمارا حامی و مددگار بن جائیگا کہ:

من اصدق من الله حديثاً اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات کرنے والا کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور یہ کہ:

ان الله لا يخلف الميعاد

اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف بھی نہیں کرتا۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسلام کو اپنانے میں اور حق کی آواز لوگوں تک پہنچانے میں کی اورستی نہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان:

واوفو بعہدی اوف بعہدکم ”تم میرے وعدے کو پورا کرو تو میں تمہارے وعدے کو پورا کروں گا۔“

نہ شاخ گل ہی اونچی ہے نہ دیوار چمن اے بلبل

تیری ہم کی پستی تیری کوشش کی کوتاہی

اللہ تعالیٰ کے حضور عجز و انکساری سے دعا اور عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ صفات اور خوبیاں پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن کی وجہ سے ایک کمزور و نحیف انسان اللہ رب العزت کی معیت کا حقدار بن جاتا ہے آمین ثم آمین
اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنَا اِلَى حُبِّكَ